لٹریچر

بھینسوں کی افزائش

(بھینسیں پالنا)

لائیوسٹاک سیکٹر کی ترقی وخوشحالی کے لیے کوشاں

ڈائریکٹوریٹ آف کمیونیکیشن اینڈ ایکسٹینشن

محکمہ لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ، پنجاب، لاہور

16 کوپر روڈ لاہور فون نمبر: 042-99201120
Email: livestock.lit.pb.gov@gmail.com
dce@livestockpunjab.gov.pk
Website: www.livestockpunjab.gov.pk

2020

ناشر: ڈائریکٹوریٹ آف کمیونیکیشن اینڈ ایکسٹینشن
لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ
پنجاب لاہور

چیف ایڈیٹر: ڈاکٹر آصف رفیق
ڈائریکٹر کمیونیکیشن اینڈ ایکسٹینشن

ایڈیٹر: ڈاکٹر ندیم کمال
اسسٹنٹ انفارمیشن اینڈ پبلسٹی آفیسر

سب ایڈیٹرز: ڈاکٹر وقار علی گل
اسسٹنٹ ڈائریکٹر کمیونیکیشن

کمپوزنگ، ڈیزائننگ: عتیق الرحمان گل
ساجد حسین

حرفِ آغاز

اگر بھینس کے تاریخی پس منظر کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ بھینس دودھ پیدا کرنے اور بار برداری کے لئے استعمال ہونے کے اعتبار سے دوہرے اوصاف کا حامل جانور تو پہلے ہی تھا، مگر گزشتہ دو دہائیوں کے دوران قومی اور بین الاقوامی سطح پر کی جانے والی تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ معیاری گوشت پیدا کرنے کی صلاحیت کے پیش نظر بھینس اب تہرے اوصاف کا جانور ہے۔ عام میعار کے چارہ جات کو جز و بدن بنا کر اسے گوشت جیسی نعمت میں تبدیل کرنے کی اس خوبی کی بنا پر بلا شرکت غیرے بھینس گوشت پیدا کرنے والے جانوروں میں منفرد مقام رکھتی ہے۔

دیگر ممالک میں گائے کے مقابلہ میں نسبتاً کم غذائی ضروریات کے سبب بھینس کو سستے پیمانے پر گوشت پیدا کرنے کا اہم ذریعہ تصور کیا گیا ہے۔ اٹلی، بلغاریہ، مصر، فلپائن اور یوگوسلاویہ میں گوشت کے مقاصد کے لیے بھینسوں کو فربہ کرنے کے کامیاب تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ یہ جانور ایک کلوگرام یومیہ سے بھی زائد شرح بڑھوتری کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان ممالک میں بھینس کو گوشت پیدا کرنے والے جانوروں کی حیثیت سے پالنے کے رجحان میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ رجحان غالباً دو وجوہات کی بنا پر ہے۔ یعنی عام میعار کے فاضل زرعی اجزائے خوراک کو زیادہ سے زیادہ استعمال میں لا کر گوشت میں تبدیل کرنے کی گائیوں کی نسبت زیادہ اہلیت اور طبعاً و عادتاً شریف جانور کا درجہ رکھنے کے سبب گوشت کے لیے فربہ کیے جانے والے جانوروں کے طور پر بہتر موزونیت کا پایا جانا۔ پاکستان میں بھینسوں کی افزائش مذکورہ بالا تین اوصاف کو سامنے رکھ کر کی جاتی ہے۔ انسان عمر کے خواہ کسی حصے میں پہنچ جائے دودھ اس کی خوراک کا اہم جز و سمجھا جاتا ہے چھوٹے پیمانے کی کاشتکاری اور اجناس کی کھیت سے منڈی تک نقل و حمل آج کے مشینی دور میں بھی جانوروں کی محتاج ہے جن میں بھینس جیسے جفاکش جانور کی خدمات کو کسی طرح بھی پس پشت نہیں ڈالا جا سکتا۔ گوشت کے صارفین میں زیادہ تعداد متوسط اور غریب طبقہ کے افراد کی ہے جو سستا ہونے کے سبب بڑا گوشت کھاتے ہیں۔

اکنامک سروے آف پاکستان 2014 کے مطابق پاکستان میں بھیسوں کی کل تعداد 34.6 ملین ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ملک میں سالانہ پیدا کیے جانے والے گوشت کا تقریباً 50 فی صد صرف بھینسوں سے حاصل ہوتا ہے۔ بھینس جیسے کثیر الاوصاف جانور کی منفرد خدمات اور زرعی معیشت میں اس کی واضح اہمیت کے

پیش نظر اس کی افزائش کے بعض پہلو کا شتکار، گلہ بان اور ڈیری فارم حضرات کی خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔ ملکی سطح پر کی جانے والی تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ بھینسوں میں نسل کشی، خوراک، دیکھ بھال اور بیماریوں جیسے پہلوؤں میں بہتری کی وسیع تر گنجائش موجود ہے۔ افزائش کے یہ پہلو نہ صرف ماضی میں نظر انداز کیے جاتے رہے بلکہ ابھی تک لاپرواہی کا شکار ہیں جس کے نتیجہ میں ہماری بھینس ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اپنی پیداواری صلاحیتوں کو صحیح طور پر اُجاگر کرنے میں قاصر رہی ہے۔

قبل اس کے کہ بھینسوں کی افزائش کے متعلق درپیش مسائل کا حل تحقیق کی روشنی میں تلاش کیا جائے وطن عزیز میں پائی جانے والی بھینسوں کی نسلوں کا تعارف، ان کا تاریخی پس منظر، وجہ تسمیہ، آبائی وطن، حلیہ اور پیداواری اوصاف کا مختصر خاکہ پیش کرنا ضروری خیال کیا جاتا ہے۔

بیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں 1915ء تک اوکاڑہ، ساہیوال، ملتان، فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اضلاع کی آبادکاری سے قبل بھینسوں کی نیلی اور راوی نسلوں کا وطن ستلج اور راوی کی دریائی گزرگاہوں تک محدود تھا جن میں ضلع ساہیوال کی تحصیل پاکپتن اور چیچہ وطنی، ضلع اوکاڑہ کی تحصیل اوکاڑہ، گوگیرہ، دیپال پور اور ضلع وہاڑی کی تحصیل میلسی، ضلع بہاول پور کا کچھ حصہ اور ضلع فیصل آباد کے سمندری، تاندلیانوالہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور کمالیہ کے علاقے شامل تھے۔ یہ نشیبی علاقے جہاں زمین ریتلی ہے۔ موسم گرما میں بلا کی گرمی پڑتی ہے اور بارش بہت کم اور بے قاعدگی سے ہوتی ہے۔ اہم زرعی فصلات میں سدابہار، ماٹ گراس، پھلی دار اجناس، سرسوں، شلجم، مکئی، جئی، سینجی، مینا، شفتل، گوارہ، گندم اور چنے قابل ذکر ہیں۔ اگرچہ اب کسان لوسرن اور برسیم سے بھی خوب متعارف ہو چکے ہیں اور وسیع پیمانے پر ان کی کاشت کر رہے ہیں۔ یہ فصلات بھینسوں کے لئے مرغوب غذا کا درجہ رکھتی ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ علاقہ میں نہروں کا جال بچھ گیا ماحول، آب وہوا اور زراعت نے بھی ایک نیا رُخ اختیار کیا۔ اَب نقد آور فصلات مثلاً گندم، گنا، کپاس، مکئی، چاول وغیرہ کثرت سے کاشت کی جارہی ہیں۔ ان فصلات کے فاضل اجزاء بھینسوں کے لئے بہترین خوراک کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ نہروں، دریاؤں کا پانی اور دلدل بھینسوں کے لیٹنے کا ماحول مہیا کرتے ہیں جو جانور کی طبع کے عین مطابق ہے۔

نسلیں

نیلی

پانچ دہائیاں قبل نیلی بھینس پنجاب کی نہایت ہی عمدہ نسل تھی جو مختلف خصوصیات کی وجہ سے پہنچانی جاتی تھی۔ اس کا آبائی وطن دریائے ستلج کی وادی تھا جس میں ضلع وہاڑی کی تحصیل میلسی اور ضلع پاکپتن شامل ہیں۔ ستلج کے نیلے

پانی کی وجہ سے نسل کا نام نیلی مشہور ہوا۔اس نسل کے جانوروں کی زیادہ تر تعداد سیاہ رنگ رکھتی تھی لیکن کہیں کہیں بھورے رنگ کے جانور بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔چھوٹا مضبوط سر، دھنسی آنکھوں اور پچکے گالوں والی سیاہ تھوتھنی، جڑ سے موٹے خم دار نوکیلے سینگ، لمبی گردن، لٹکتے کان، زمین کو چھوتی ہوئی دُم، چھوٹی ٹانگیں، ہوانہ میں مناسب فاصلے پر پیوستہ کم وبیش 20 سینٹی میٹر لمبے تھن نیلی نسل کی بھینس کے امتیازی خدوخال ہیں۔نرم وملائم بالوں والی چھدری کھال کا رنگ عموماً کالا سیاہ ہوتا ہے۔دودھ کی یومیہ پیداوار 10 سے 15 کلوگرام ہے۔

راوی

راوی بھینسوں کی دوسری نسل تھی جس کا علاقہ دریائے راوی کی وادی ساندل بار ہے۔جس میں اوکاڑہ، کمالیہ سمندری، تاندلیانوالہ اور چیچہ وطنی کے نواحی علاقے شامل ہیں۔تھوڑی تعداد میں گجرات اور جھنگ میں دریائے چناب کے کنارے پر بھی ملتی ہے۔اس نسل کے جانور عموماً سیاہ رنگ کے تھے لیکن بھورے رنگ میں بھی خاصی تعداد دیکھنے کو ملتی ہے۔اس نسل کے جانور کا سر نیلی کے مقابلے میں کافی بڑا، پیشانی ہموار، گردن چھوٹی مگر موٹی ہوتی ہے۔کشادہ کمر، بھاری جسامت، لمبے تھن، بل کھاتے اور نیچے گرتے سینگ، چمکدار کھال اور لمبی پتلی دُم راوی نسل کی امتیازی خصوصیات ہیں۔دودھ کی یومیہ پیداوار 8 سے 14 کلوگرام ہے۔

پنج کلیان نیلی اور راوی دونوں کی مشترکہ خصوصیات ہیں جو کہ شائقین میں مقبولیت اور خوبصورتی کی علامت تصور کی جاتی ہے اور جانوروں کی قلیل تعداد میں ملتی ہے۔ایسے جانوروں کے چاروں پاؤں کا گھٹنے سے نچلا حصہ، پیشانی، دُم، ٹھوڑی اور دونوں آنکھوں کے اندرونی حصہ سفید رنگ کا ہوتا ہے۔اس خصوصیت کو دودھ کی پیداوار سے کوئی تعلق ہے یا نہیں اس امر پر تحقیق کی ضرورت ہے۔

نیلی راوی

گو ماضی میں نیلی اور راوی دو الگ الگ نسلیں تھیں لیکن آج کل ان نسلوں کے جانور خالص حالت میں دستیاب ہونا ایک مشکل بلکہ ناممکن امر ہے۔اس کی وجہ ہے کہ دونوں نسلوں کے آبائی وطن ایک دوسرے سے انتہائی قریب ہونے کے سبب نیلی اور راوی دونوں نسلیں مخلوط ہوتی چلی گئیں۔برسوں کے نسلی انحطاط کے نتیجہ میں آج کل پنجاب میں پائی جانے والی بھینس دونوں نسلوں کے مشترکہ اوصاف کی حامل ہے۔لہٰذا ماہرین نے اس نسل کا مشترکہ نام نیلی راوی رکھ دیا ہے۔اس نسل کے پیداواری اوصاف حسب ذیل ہیں:

پیداواری اوصاف

پہلی بار بچہ دینے پر اوسط عمر	1390 دِن	دودھ دینے کا اوسط عرصہ	322 دِن
دودھ کی فی بیانت اوسط پیداوار	2430 لٹر	دودھ کی یومیہ پیداوار	7.5 لٹر
دو بیانتوں کا درمیانی وقفہ	512 دِن	خشک عرصہ	190 دِن

گونیلی راوی بھینس میں دودھ کی فی بیانت اوسط پیداوار 2430 لٹر ہے لیکن ایسی بھینسیں بھی موجود ہیں جو ایک بیانت میں 3000 سے 5000 لٹر دودھ پیدا کرتی ہیں۔

کنڈی

اس نسل کا آبائی وطن صوبہ سندھ کے اضلاع لاڑکانہ، حیدرآباد، نواب شاہ اور سکھر ہیں۔ کنڈی بھینسوں کے سینگ چھوٹے اور خمدار ہوتے ہیں جو مچھیروں کی مچھلی پکڑنے والی کنڈی سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے نسل کا نام کنڈی مشہور ہے۔ بھاری سیاہ جسم، نسبتاً چھوٹی ٹانگیں، ملائم جلد اور باریک دُم اس نسل کی امتیازی خصوصیات ہیں۔

پیداواری اوصاف

پہلی بار بچہ دینے پر اوسط عمر	1640 دِن	دودھ دینے کا اوسط عرصہ	325 دِن
دودھ کی فی بیانت اوسط پیداوار	2215 لٹر	دودھ کی یومیہ پیداوار	6.8 لٹر
دو بیانتوں کا درمیانی وقفہ	512 دِن	خشک عرصہ	190 دِن

آیئے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لیے بھینسوں کی افزائش کے ان پہلوؤں پر بحث کریں جن پر ماضی میں پوری توجہ نہ دی گئی تاکہ بھینس جیسے جانور کی پرورش جدید خطوط پر کر کے ملک و قوم کو دودھ اور گوشت کی قلت کے بحران سے نکالنے کی راہ اجاگر ہو سکے۔

1- نسل کشی

نسل کشی کے عنوان کے تحت کئی امور کسانوں کی بھرپور توجہ کے قابل ہیں، جن میں جانوروں کا انتخاب، سن بلوغت، جنسی تحریک اور شرح زرخیزی انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔

جانوروں کا انتخاب

بھینس پالنے والے شائقین کی اکثریت ایک طویل عرصہ سے بھینسوں کی نسل کشی کے ضمن میں نر اور مادہ دونوں کے انتخاب کی اہمیت سے بے بہرہ ہیں اور نسل کشی کا عمل آج بھی جانوروں میں اچھے اور بُرے کی تمیز کے بغیر جاری ہے۔ ہمارے ملک کی ڈیری کی صنعت میں بھینسوں کو نمایاں حیثیت نہ ملنے کی زیادہ تر ذمہ داری ہمارے بزرگ محققین پر عائد ہوتی ہے۔ جنہوں نے ماضی میں اس جانور کو اپنی تحقیق کا موضوع بنانے سے روگردانی اختیار کی اور اس طرح پاکستانی بھینس نہ صرف مقامی طور پر بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی اپنی صلاحیتوں کا لوہا نہ منوا سکی۔ انتخاب کے سلسلہ میں یہ بات ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ اچھے دودھیل جانوروں کا انتخاب کرنے کے دو بنیادی اُصول ہیں۔ ایک جانور کی ظاہری شکل و شباہت اور دوسرا اس کے اندر پوشیدہ صلاحیتوں کی جانچ پڑتال۔ ظاہری شکل و شباہت کے تحت عموماً جسم، ہوانہ اور تھنوں کی بناوٹ کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ مگر جسم کے باقی حصوں پر خاطرخواہ توجہ نہیں دی جاتی۔ تجربات و تحقیق سے جو حقائق مشاہدے میں آئے ہیں ان کے مطابق جانور کے وزن جسم کی لمبائی اور چھاتی و پیٹ کی گولائی کا اثر دودھ کی پیداوار پر 12.33 فی صد ہوتا ہے اور پیٹ کی گولائی میں ہر انچ (2.54 سنٹی میٹر) کے اضافہ پر دودھ کی یومیہ پیداوار 0.31 کلوگرام کا اضافہ ہوتا ہے۔ چنانچہ بھینسوں کے انتخاب کے وقت دودھ کی زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے ظاہری شکل و شباہت کے علاوہ پیٹ کی گولائی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جانوروں میں دودھ پیدا کرنے کی صلاحیت اپنے آباواجداد سے ورثہ میں ملتی ہے۔ چنانچہ ماؤں اور بیٹیوں کے دودھ کی پیداوار کا موازنہ جھوٹیوں کے انتخاب میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ ایک زمانہ تک جانوروں کے انتخاب کے معاملہ میں صرف ان ماؤں کے پیداواری ریکارڈ پر انحصار کیا جاتا رہا۔ یہ طریقہ انتخاب (Pedigree Testing) کہلاتا تھا۔ لیکن علم جینیات (Genetics) کے ماہرین نے تحقیق کے بعد اخذ کیا ہے کہ انتخاب کا یہ طریقہ اتنا معتبر نہیں۔ جدید تحقیق نے رہنمائی کی ہے کہ انتخاب کے معاملہ میں ماؤں اور بیٹیوں کے پیداواری ریکارڈ کے موازنہ کے بعد جو جانور ماؤں کی اوسط پیداوار کی بنیاد پر درجہ بندی کی جائے۔ اس طریقہ انتخاب کو (Progeny Testing) کہتے ہیں۔ موجودہ دور میں جانوروں کے انتخاب کا یہ نہایت ہی معتبر طریقہ ہے۔ اس طریقہ سے منتخب ہونے والی ماؤں کے کٹے برائے نسل کشی استعمال کرنے کی سفارش کی جاتی ہے۔

مندرجہ بالا طریقہ انتخاب کے تحت نر سانڈ جانور کے انتخاب پر کم و بیش 10 سال کا عرصہ درکار رہوگا۔ سوال پیدا

ہوتا ہے کہ کیا اس طریقہ انتخاب کے ذریعہ منتخب کردہ سانڈ سے اس کی زندگی میں مطلوبہ مقاصد حاصل کیے جا سکیں گے۔اس سوال کا سیدھا جواب یہ ہے کہ اس طریقہ سے منتخب کردہ سانڈ کا مادہ تولید اس کے سن بلوغت کو پہنچنے کے ساتھ ہی محفوظ کرنا شروع کر دیا جاتا ہے جب کہ مذکورہ سانڈ ابھی پرکھ کے مراحل میں ہوتا ہے۔ منتخب قرار دیے جانے کے بعد اس کے محفوظ کردہ مادہ تولید کو بذریعہ جدید نسل کشی مطلوبہ جانوروں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ پرکھ کے تمام مراحل سے گزرنے کے بعد جو سانڈ انتخابی فہرست میں شامل نہ ہوسکیں ان کا مادہ تولید ضائع کر دیا جاتا ہے۔

ادارہ تحقیقات افزائش حیوانات بہادرنگر اوکاڑہ میں بھینسوں کی ترقی کے لئے 1984ء سے ایک منصوبہ پر کام ہو رہا ہے اس امر کو تقویت دینے کے لیے 06-2005 سے بھونیکی پتوکی میں بھینسوں پر تحقیق کرنے کے لیے ادارہ قائم کر دیا گیا ہے۔جس کے تحت پرائیویٹ سیکٹر میں موجود بھینسوں کو رجسٹرڈ کر کے ان کے ریکارڈ محفوظ کیے جا رہے ہیں۔اس ریکارڈ کی بنیاد پر سانڈ جانوروں کی ماؤں کا انتخاب کر کے ان سے زیادہ سے زیادہ سانڈ پیدا کیے جائیں گے جنہیں حکومت پنجاب خرید کر ان کے مادہ تولید کو محفوظ کرے گی اور جس علاقہ میں ضرورت ہوگی جدید نسل کشی کے مراکز کے ذریعے تخم ریزی کی سہولت مہیا کی جائے گی۔

وہ بھینس پال حضرات جن کے ہاں جدید نسل کشی کی سہولت دستیاب ہے۔وہ اپنی بھینسوں کی تخم ریزی جدید نسل کشی کے مراکز سے کرایا کریں۔اس طرح ان کی بھینسوں کی آئندہ نسل بہتر ہوگی۔جو حضرات جدید نسل کشی کے مراکز دور ہونے کے باعث قدرتی طریقہ نسل کشی اختیار کرنے پر مجبور ہیں۔ان کے لیے سفارش کی جاتی ہے کہ وہ نسل کشی کے لیے اعلیٰ اوصاف کے حامل سانڈ استعمال کریں جن کا پیداواری ریکارڈ موجود ہو۔سرکاری مویشی فارموں سے پیداواری ریکارڈ رکھنے والے کٹے نسل کشی کے مقاصد کے لئے قیمتاً فراہم کیے جاتے ہیں۔

سن بلوغت

ہمارے ملک میں نیلی راوی نسل کی بھینس کی عمر بلوغت 3 سال اور کنڈی بھینس کی ساڑھے تین سال کے لگ بھگ ہے۔اگر جانور کی نگہداشت اور خوراک کے معیار کو بہتر بنایا جائے تو اس عرصہ میں مزید کمی کی جا سکتی ہے۔ عام مشاہدہ میں آیا ہے کہ ہمارے مویشی پال حضرات جانور کی خوراک میں مقوی راشن (ونڈہ) کا استعمال نہیں کرتے۔علاوہ ازیں ونڈہ کھلانے سے متعلق جانور کی جسمانی اور پیداواری ضرورت کو بھی مدنظر نہیں رکھا جاتا۔تحقیقی اداروں میں کی جانے والی تحقیق کے تازہ ترین نتائج سے ثابت ہوا ہے کہ مقوی راشن

اوائل عمر میں اگر جھوٹیوں اور وہڑیوں کی خوراک کے لازمی جزو کے طور پر استعمال کیا جائے تو ان میں جنسی تحریک کا آغاز بہت جلد ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ابتدائی عمر میں ونڈہ کھلا کر ان کی عمر بھر میں ایک اضافی بیانت حاصل کرنا ممکن ہے۔دودھیل جانوروں کی خوراک میں ونڈہ کا استعمال ان کی جسمانی اور پیداواری ضروریات کے مطابق کیا جائے تو یہ دودھ کی پیداوار میں اضافہ ظاہر کرنے کے ساتھ ساتھ جلد بار آور ہو کر وقفہ بیانت میں کمی کا باعث ہوں گے۔

جنسی تحریک

بھینسوں کی کثیر تعداد میں جنسی تحریک کی مخفی حالت مالکان کے لئے اکثر پریشانی کا باعث بنتی ہے۔ بہار کی علامات کی حدود 3 سے 69 گھنٹے تک ہوتی ہیں، جن کے لیے اوسط وقت 20 گھنٹے ریکارڈ کیا گیا ہے۔صرف 24 فی صد بھینسوں میں بہار کی واضح علامات دیکھنے میں آئی ہیں۔ یہ علامات جھوٹیوں میں 18 گھنٹے اور بھینسوں میں 22 گھنٹے کے بعد غائب ہو جاتی ہیں۔ یہ ایک تحقیقی مطالعے سے ثابت ہوا ہے کہ بھینسوں کی اکثریت میں بہار کا ظہور غروبِ آفتاب کے بعد شدت پذیر ہو جاتا ہے جو نصف شب کو عروج پر ہوتا ہے۔طلوع آفتاب کے بعد شدت میں کمی واقع ہونی شروع ہو جاتی ہے اور دن کے 12 بجے اس میں انتہائی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ بیضہ دانی سے بیضہ کے اخراج کا وقت قرار حمل کے لیے اہمیت سے خالی نہیں۔ یہ عموماً جنسی تحریک کی علامات غائب ہونے کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے، مادہ میں جنسی ملاپ یا تخم ریزی کا بہترین وقت یہ ہوتا ہے۔

شرح زرخیزی

بھینس ایک طرح سے آبی حیات سے ملتا جلتا جانور ہے کیچڑ اور دلدل میں لوٹ پوٹ ہونا اور پانی کے اندر کھیلنا کودنا اس کی طبع میں شامل ہے۔کیچڑ اور دلدل والی جگہیں مختلف جراثیم اور طفیلی کرموں کی نشو ونما کے لئے سازگار ماحول مہیا کرتی ہیں لہذا جراثیم اور کرموں کی جانور کے اعضائے تولید تک رسائی بہت ہی سہل ہوتی ہے۔ غالباً اسی وجہ سے بھینس جیسا جانور دیگر پالتوں جانوروں کی نسبت جراثیم اور کرمی نقصانات کی جانب زیادہ مائل ہے۔معیاری دیکھ بھال کے باوجود بھینسوں میں شرح زرخیزی 70 یا 72 فی صد سے بڑھنے نہیں پائی، کم شرح زرخیزی سے جہاں ڈیری فارم کے مالکان کو دودھ کی پیداوار میں کمی کے باعث معاشی نقصان سے دوچار ہونا پڑتا ہے، وہاں نقصان کی ایک وجہ کٹیوں کی تعداد میں کمی کی صورت میں سامنے آتی ہے جس کے سبب فارم سے غیر معیاری بھینسوں کی چھانٹی کے بعد ان کی جگہ لینے والی جھوٹیوں کی تعداد میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

شرح زرخیزی میں کمی کے اسباب غیر معیاری رکھ رکھاؤ اور نگہداشت، غیر متوازن خوراک، تخم ریزی یا جنسی ملاپ کا غیر موزوں وقت، کسی حد تک جینیاتی اہلیت و استطاعت اور بعض انتہائی مضر قسم کے تولیدی امراض مشاہدہ میں آئے ہیں۔ ایک مشاہدہ میں کم شرح زرخیزی کا باعث بننے والے اہم تولیدی نقائص میں رحم کی سوزش اور اعضائے تولید کے ریشوں کا بڑھ کر ملحقہ پٹھوں سے چمٹ جانا، بھینسوں اور جھوٹیوں میں بالترتیب 7.41 فی صد اور 1.25 فی صد ملاحظہ کیا گیا ہے دوسرے مریض جانوروں میں جو کم شرح زرخیزی کا شکار تھے، اسباب رحم کی سوزش، خصیۃ الرحم (بیضہ دانی) کے عمل میں رکاوٹ اور ان کا جسامت میں چھوٹا ہونا یا آبلے دار ہونا پائے گئے ہیں۔ ان نقائص کی شرح گوشوارہ ذیل میں ملاحظہ کریں:

بھینسوں اور جھوٹیوں میں تولیدی نقائص کی شرح

نمبر شمار	کیفیت مرض	بھینسوں میں	جھوٹیوں میں
1-	رحم کی سوزش	37.8 فیصد	27.50 فیصد
2-	بیضہ دانی کی کم جسامت اور عمل میں رکاوٹ	8.89 فیصد	13.75 فیصد
3-	آبلہ دار بیضہ دانی	5.18 فیصد	5.00 فیصد

2- خوراک

بہترین کارکردگی کے حصول کے تحت جانور کی خوراک کی اہمیت کو اُجاگر کرنے کے لیے یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ حیوانی جسم پانی، نشاستہ دار اجزاء، لحمیات، روغنیات اور نمکیات سے مرکب ہے۔ عمر، فعلیاتی نظام، کام کی نوعیت اور خوراک کا معیار وغیرہ چند ایسے عوامل ہیں جو جسم کے اجزائے ترکیبی پر نمایاں طور پر اثر انداز ہوتے ہیں اور جانور کے جسم میں ان اجزاء کی کمی بیشی کا عمل جاری رہتا ہے۔ مثلاً بھینسوں میں قرار حمل کے بعد جنین کا 95 فی صد حصہ پانی پر مشتمل ہوتا ہے۔ وضع حمل کے وقت بچے میں 75 سے 80 فی صد تک پانی ہوتا ہے۔ یہ مقدار عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بالغ جانور کے جسم میں روغنی اجزاء (چربی) کا ذخیرہ ہو جاتا ہے۔ بہت فربہ جانوروں میں پانی کی مقدار 50 فی صد سے بھی کم ہوتی ہے۔ جانور کے جسم میں نشاستہ دار اجزاء ایک فی صد سے بھی کم ہوتے ہیں کیونکہ یہ اجزاء جسم کو کام کرنے کے لیے قوت مہیا کرنے میں صرف ہونے کی وجہ سے متواتر استعمال میں رہتے ہیں۔ لحمیات تمام جسم میں پائے جاتے ہیں اور اس لحاظ سے پانی کے بعد لحمیات جسم کے اہم رکن کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح روغنی اجزاء چربی کی

شکل میں آنتوں اور گردن کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں۔نمکیات میں اہم کیلشیم اور فاسفورس ہیں جو ہڈیوں اور دانتوں میں پائے جاتے ہیں۔لہٰذا بھینسوں کی خوراک میں ان اجزاء کا مناسب مقدار میں ہونا ضروری ہے۔

جانوروں کو خوراک کھلانے کے تین اہم مقاصد ہیں:

1- روزمرہ کے کام کاج اور چلنے پھرنے کے دوران صرف ہونے والی توانائی کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہونے والے خلیوں کی شکست و ریخت کی مرمت کرنا۔

2- جانوروں سے حاصل ہونے والی پیداوار مثلاً دودھ گوشت کی مقدار اور معیار میں اضافہ کرنا۔

3- جانوروں میں افزائش نسل کا فعل بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رکھنا۔

ہر مقصد حاصل کرنے کے لئے جانور کو جسمانی ضروت کے مطابق متوازن خوراک فراہم کرنا ضروری ہوتی ہے۔ چنانچہ شیر دار بھینسوں، خشک اور حاملہ جانوروں، نوعمر جھوٹیوں اور شیر خوار کٹے کٹیوں کی غذائی ضروریات الگ الگ ہیں۔ایسی خوراک جس میں جانور کی جسمانی ضروریات پوری کرنے والے تمام اجزاء موجود ہوں متوازن خوراک کہلاتی ہے۔ دودھ دینے والی بھینسوں کو مناسب مقدار میں لحمیات پر مبنی خوراک فراہم کرنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ دودھ میں لحمیات خاصی مقدار میں خارج ہوتے ہیں۔لحمیات کے علاوہ شیر دار جانوروں میں نمکیات کے حوالے سے کیلشیم اور فاسفورس کی اہمیت کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے کیونکہ دودھ میں ان نمکیات کی کثیر مقدار خارج ہوتی ہے۔حاملہ جانوروں کی خوراک میں مناسب مقدار میں کیلشیم فراہم کرنا ضروی ہے۔جانوروں کے جسم میں کیلشیم کی کمی بعض اوقات بچہ کی ولادت کے فوراً بعد سوتک کے بخار (ملک فیور) کے عارضے کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے۔ بار برداری جیسا مشقت آمیز کام کرنے والے جانوروں کی خوراک کا نشاستہ دار اور روغنی اجزاء سے بھرپور ہونا بہت ضروری ہے۔گوشت کے لئے فربہ کیے جانے والے کٹوں کی خوراک میں بھی نشاستہ دار اجناس کی بکثرت فراہمی سے ہی مطلوبہ نتائج حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

جانوروں کی خوراک کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔یعنی چارہ اور مقوی راشن / ونڈہ چارہ خوراک کا وہ غالب حصہ ہے جو ہر قسم کے جانوروں کو عمر کے تمام مراحل میں کھلایا جاتا ہے۔چارہ سبز اور خشک دونوں حالتوں میں کھلایا جاسکتا ہے۔بھوسہ گندم، پرالی اور خشک گھاس سال بھر بطور خشک چارہ استعمال ہوتے ہیں۔چارے کی بہتات کے ایام میں جوار، مکئی، جئی، باجرہ یا کوئی اور دستیاب چارہ خشک کر کے چارے کی کمی کے ایام میں استعمال کے لیے محفوظ کیا جاسکتا ہے۔خشک حالت میں محفوظ کر کے رکھنے سے چارے کی غذائیت میں کمی نہیں

آتی البتہ مختلف چارہ جات میں غذائی اجزاء کا تناسب چارے کی قسم، کٹائی کے مراحل اور زمین میں کیمیائی و معدنی اجزاء کی موجودگی پر موقوف ہے۔ جانوروں میں مختلف قسم کے چارہ جات کے لئے پسندیدگی کا رجحان بھی مختلف پایا گیا ہے۔ اس وجہ سے جانور بعض چاروں کو رغبت سے کھاتے ہیں اور بعض کو نہیں۔ بعض چارہ جات ونڈہ کھلائے بغیر بھی جانوروں کی جسمانی ضروریات پوری کر دیتے ہیں لیکن اکثر چارہ جات کے ہمراہ جانوروں کو ونڈہ کی اضافی مقدار کھلائے بغیر پیداوار کا مطلوبہ ہدف حاصل نہیں ہوسکتا۔

1994ء میں ادارہ تحقیقات افزائش حیوانات، بہادرنگر، اوکاڑہ پر کئے گئے ایک تحقیقی مطالعہ کے دوران جمع کردہ معلومات کے تجزیہ کے بعد مویشی پال طبقہ میں جانوروں کو ونڈہ کھلانے کی عجیب صورت حال سامنے آئی۔ یہ لوگ صرف شیر دار گائے بھینسوں کو ونڈہ کھلانے پر یقین رکھتے ہیں حالانکہ جدید تحقیق کے نتائج سے ثابت ہو چکا ہے کہ نوعمری میں وہڑیوں اور جھوٹیوں کو مقوی راشن پر مبنی متوازن خوراک مہیا کرنے سے جھوٹیاں خاصی مدت پہلے سنِ بلوغت کو پہنچتی ہیں۔ نیز دوران حمل بھینسوں کو راشن کھلانے سے کٹے کٹیوں کے پیدائشی وزن زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ امر چنداں وضاحت طلب نہیں کہ پیدائشی طور پر کمزور کٹے کٹیوں پر بیماریاں جلد حملہ آور ہوتی ہیں اور یہ اوائل عمر میں ہی لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔ ماہرین نے تجربات کے بعد شیر خوار کٹے کٹیوں اور بچھڑے بچھڑیوں کے لیے سستے اور متوازن غذائی آمیزے مرتب کیے ہیں جن کو دودھ کے متبادل خوراک کے طور پر استعمال میں لا کر بچھڑوں اور کٹوں کو پلائے جانے والے دودھ کی خاصی مقدار بچائی جاسکتی ہے۔ یہ دودھ نہ صرف انسانی استعمال میں لایا جاسکتا ہے بلکہ کمرشل ڈیری فارمر کی آمدنی میں خاصہ اضافہ کرسکتا ہے۔

جانوروں کو کھلائی جانے والی خوراک کا معیار اور مقدار خاصہ غور طلب معاملہ ہے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ چارہ کی ہر قسم غذائی اعتبار سے دوسری سے مختلف ہے لیکن اس حقیقت سے کاشتکار اور جانور پال طبقہ کی قلیل تعداد آگاہ ہے کہ چارہ کی ہر فصل پھول آنے کے مرحلہ سے قبل غذائیت سے بھرپور ہوتی ہے اور پودوں میں پھول آکر بیج بننے کے ساتھ ہی غذائیت بیج میں منتقل ہو جاتی ہے اور اس کا قلیل حصہ تنا میں باقی رہتا ہے۔

چنانچہ ہر قسم کے سبز چارے کو حیوانی خوراک کے طور پر استعمال کا بہترین وقت پھول آنے سے قبل کا وقت گردانہ گیا ہے۔ اس مرحلہ پر سبز چارہ میں غذائیت کی انتہائی مقدار موجود ہوتی ہے اور جانور بھی اسے شوق سے کھاتے ہیں۔ ایک بھینس کو روزانہ سبز چارہ کی کتنی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لیے ابھی تک لگا بندھا اصول یعنی جسمانی وزن کے 10 فیصد کے حساب سے 40 سے 70 کلوگرام یومیہ تک سبز چارہ فی بھینس کھلانے کی سفارش کی جاتی ہے۔

ہمارا مویشی پال طبقہ میں مقوی راشن کے طور پر کھل بنولہ کا استعمال قدیم روایت کے طور پر کیا جاتا ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نہایت آسانی سے دستیاب ہیں اور بنے بنائے ونڈہ کے طور پر استعمال میں لائی جاتی ہے۔ تھوڑا عرصہ قبل ماہرین خوراک نے مختلف زرعی صنعتی اور ضمنی فاضل اجزاء کے استعمال سے جانوروں کے لئے ایسے غذائی آمیزے مرتب کر لیے تھے جو غذائیت کے اعتبار سے کھل بنولہ کے برابر لیکن ان پر اُٹھنے والے اخراجات کھل بنولہ سے کم ہیں۔ زراعت اور صنعت کے متعلق یہ باقیات کچھ عرصہ قبل بیکار سمجھ کر ضائع کر دی جاتی تھیں۔ حال ہی میں سائنسی تحقیق نے ترقی کی نئی نئی راہیں اُجاگر کی ہیں اور زرعی صنعتی مصنوعات کو جانوروں کی خوراک میں استعمال کے کامیاب تجربات نے ثابت کیا ہے کہ جانوروں کی خوراک میں نشاستہ دار اجزاء روغنیات اور لحمیات کے علاوہ حیاتین اور نمکیات مناسب مقدار میں فراہم کر کے اسے متوازن بنانے اور ملک میں سستے پیمانے پر دودھ اور گوشت پیدا کرنے میں زراعت اور صنعت سے تعلق رکھنے والی یہ فاضل پیداوار انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور ضمنی مصنوعات کے استعمال سے جانوروں کی خوراک کے معیار کو بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ اس کے اخراجات کو بھی خاطر خواہ حد تک کم کیا جا سکتا ہے۔ یہ ضمنی اجزاء چونکہ انسانی استعمال کے قابل نہیں ہوتیں۔ اس لیے سستے داموں دستیاب ہیں جبکہ دیگر اجناس انسانی استعمال میں آنے کی وجہ سے مہنگے ہوتے ہیں۔ اس قسم کی ضمنی مصنوعات درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	نام اجزاء	نمبر شمار	نام اجزاء	نمبر شمار	نام اجزاء
1	خون	6	چوکر گندم	11	بنولہ میل، توریا میل
2	راب/ شیرہ	7	میظ گلوٹن/ کھل مکئی	12	سن فلاور میل
3	گنے کا پھوگ	8	گوارہ میل	13	بھوسہ گندم
4	ہڈیوں کا چورہ/ ڈی سی پی	9	خشک مچھلی/ فش میل	14	پرالی
5	رائس پالشنگ	10	یوریا	15	کھل سرسوں

ہر شہر کے مذبحہ خانوں میں روزانہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں جانور ذبح ہوتے ہیں۔ جن سے ٹنوں کے حساب سے خون حاصل ہوتا ہے۔ راب اور گنے کا پھوگ شکر کے کارخانوں میں وافر مقدار میں دستیاب ہے۔ ایسے کارخانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ہڈیاں، چاول کا پوڈر و پھک، گندم کا چوکر، کھل مکئی اور گوارہ

میل اور دیگر اجزاء متعلقہ کارخانوں سے ارزاں قیمت پر حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ مچھلی کو خشک کر کے اس کا سفوف تیار کرنے کے کارخانے کراچی میں لگ چکے ہیں۔ جانوروں کی خوراک میں ان اشیاء کا استعمال چنداں حیران کن نہیں۔ البتہ یوریا کا استعمال بطور تغذیہ حیوانات ایک حیران کن بات ہے جو ایک عرصہ تک تحقیقی ماہرین کی جستجو کا موضوع بنا رہا ہے۔ یوریا ایک غیر لحمیاتی نائٹروجن کا مرکب ہے۔ جدید تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ جگالی کرنے والے جانوروں میں معدے کے جراثیم یوریا کو جزو بدن بنا کر لحمیات مہیا کرنے کا آسان ذریعہ ہیں۔ یوریا میں 40 فیصد نائٹروجن پائی جاتی ہے اور یہ نشاستہ دار اجزاء بکثرت فراہم کرنے سے خوراک کو متوازن بنانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ دودھ دینے والے جانوروں کی خوراک میں یوریا کو لحمیات کا بہترین نعم البدل کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جانوروں کے مقوی راشن میں یوریا 1 سے 2 فی صد تک بغیر کسی نقصان کے استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ نیز اس کا 4 فی صد کا محلول توڑی اور پرالی پر چھڑکا کر اسے کھلانے سے بہترین نتائج حاصل ہوئے ہیں البتہ جانوروں کو گوشت کے لیے فربہ کرنے والے راشن میں یوریا کا استعمال زیادہ فائدہ مند ہے۔

ذیل میں شیر دار اور خشک بھینسوں کے علاوہ فربہ کئے جانے والے کٹوں اور شیر خوار بچوں کے لیے چند ایسے غذائی آمیزوں کے فارمولے دیئے گئے ہیں جن میں مختلف اقسام کی مہنگی کھلوں مثلاً بنولہ، تارامیرا اور توریا کی مقدار کم کر کے ان کی جگہ یوریا اور دیگر اجزاء شامل کئے گئے ہیں۔ جن سے راشن کی کوالٹی ہرگز متاثر نہیں ہوتی لیکن اس کی قیمت میں بلاشبہ کمی واقع ہوتی ہے۔

دودھیل بھینسوں کے لیے زرعی اور صنعتی اجزاء پر مشتمل سستے اور متوازن غذائی آمیزے

نمبر شمار	نام اجزاء	فیصد	نمبر شمار	نام اجزاء	فیصد
1	کھل بنولہ	10	5	راب (شیرہ)	18
2	میظ گلوٹن فیڈ 30 فیصد	18	6	نمک خوردنی	1
	چوکر گندم	34	7	چورہ ہڈی یا ڈائی کیلشیم فاسٹ	1
	بنولہ میل	8	8	توریا میل	10
میزان					**100**

فارمولا نمبر 2

نمبر شمار	نام اجزاء	فیصد	نمبر شمار	نام اجزاء	فیصد
1	کھل بنولہ	15	6	کھل سرسوں یا توریا	10
2	میڈ گلوٹن فیڈ 30 فیصد	15	7	راب (شیرہ)	15
	چوکر گندم	20	8	نمک خوردنی	1
	بنولہ میل	5	9	ڈی سی پی	1
	رائس پالشنگ	18	میزان		100

خشک بھینسوں کے لیے

نمبر شمار	نام اجزاء	فیصد	نمبر شمار	نام اجزاء	فیصد
1	کھل توریا	10	5	راب (شیرہ)	16
2	یوریا سے سپرے شدہ توڑی	60	6	نمک خوردنی	1
	چوکر	12	7	چورہ ہڈی (ڈی سی پی)	1
میزان					**100**

فربہ کئے جانے والے کٹوں کے لیے

نمبر شمار	نام اجزاء	فیصد	نمبر شمار	نام اجزاء	فیصد
1	میڈ گلوٹن فیڈ (30 فیصد)	24	5	راب (شیرہ)	25
	بھوسہ گندم	32	6	نمک	1
	چوکر گندم	16	7	چورہ ہڈی (ڈی سی پی)	1
	یوریا	1	**میزان**		**100**

فارمولانمبر2

نمبرشمار	نام اجزاء	فیصد	نمبرشمار	نام اجزاء	فیصد
1	کھل سرسوں	10	5	راب (شیرہ)	30
2	بھوسہ گندم	36	6	نمک خوردنی	1
	چوکر گندم	20	7	چورہ ہڈی	1
	یوریا	2		میزان	**100**

شیرخوار کٹوں کے لیے دودھ کا متبادل

نمبرشمار	نام اجزاء	فیصد	نمبرشمار	نام اجزاء	فیصد
1	کھل بنولہ	25	5	راب (شیرہ)	35
2	جوی یا دلیہ گندم	20	6	آمیزہ معدنیات	1
	میظ گلوٹن فیڈ (20 فیصد)	14	7	نمک خوردنی	1
	چوکر گندم	14		میزان	**100**

-3 رکھ رکھاؤ اور نگہداشت

جانوروں کا رکھ رکھاؤ اور نگہداشت ان کی صحت اور پیداوار پر یقیناً اثر انداز ہوتے ہیں۔ رکھ رکھاؤ کے ضمن میں جانوروں کے باڑے کے لیے جگہ کا انتخاب، باڑے کی تعمیر کے دوران سہواً یا لاعلمی کی وجہ سے پیدا شدہ نقائص بعض اوقات فارمر کے لیے طویل عرصے تک پریشانی کا باعث بنے رہتے ہیں۔

جانوروں کا باڑہ ہمیشہ گردونواح سے اونچی سطح پر تعمیر کرنا چاہئے نشیبی سطح پر تعمیر شدہ باڑے برسات کے موسم میں جمع شدہ پانی کی وجہ سے نہ صرف گر سکتے ہیں بلکہ اس سے وبائی امراض پھوٹنے کے امکانات ہوتے ہیں۔ باڑے کے اردگرد سایہ دار درخت لگا دیئے جائیں تو یہ باڑے کو ٹھنڈا رکھنے کے ساتھ ساتھ ماحول کو خوبصورت بنانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ باڑہ لمبائی کے لحاظ سے شرقاً غرباً اور چوڑائی کے اعتبار سے شمالاً جنوباً ہونا چاہئے۔ اس سمت میں تعمیر کردہ باڑوں میں ہر موسم میں دھوپ کا گزر با آسانی ہوتا ہے۔ جو جراثیم کش ہونے کے ساتھ ساتھ باڑے کو خشک کر کے جانوروں کو آرام مہیا کرنے میں مدد دیتی ہے۔ باڑہ اس قدر

کشادہ ہونا چاہئے کہ جانوراس میں تکلیف نہ محسوس کریں۔ماہرین نے باڑے میں ہر بھینس کے لیے 40 مربع فٹ جگہ چھتی ہوئی اوراس سے دوگنی کھلی جگہ کی سفارش کی ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ 25 بھینسوں کے لیے 1000 مربع فٹ کا شیڈ جس کے سامنے 2000 مربع فٹ کا صحن ملحق ہوموزوں رہے گا۔اس باڑے کے طول وعرض 25x40 فٹ یا 20x50 فٹ رکھے جاسکتے ہیں۔اتنے ہی طول وعرض کا باڑہ ایک سال سے زائد عمر کی کٹیوں اورجھوٹیوں کی دوگنی تعداد رکھنے کے لیے کافی ہے۔شیڈ کی بلندی ہرقسم کے جانور کے لیے 10 فٹ ہونی ضروری ہے۔شیڈ پر ابتدامیں زیادہ سرمایہ لگانے کی ضرورت نہیں عمارت ایسی تعمیر کرنی چاہئے جو سستی ہونے کے ساتھ ساتھ پائیداراوردیرپا ہو۔تین اطراف سے پختہ اینٹوں کی دیوار اورسامنے ستون کھڑے کر کے چھت پرٹی آئرن اورایسبسٹاس کی چادریں ڈال دی جائیں تو جانوروں کے لیے ایک پائیدار اورسستی رہائش تعمیر ہوجاتی ہے۔سردی کے موسم میں ستونوں کا درمیانی خلا ٹاٹ یا چکس وغیرہ لگا کر بند کردیا جائے۔سانڈ،جاموش،بھینسوں،جھوٹیوں اورشیرخوار کٹے کٹیوں کے لیے علیحدہ علیحدہ شیڈ تعمیر کرنے کے علاوہ ایک سٹور،دودھ جمع کرنے اورٹوکہ مشین کے لیے کمرہ جات کی تعمیر بھی ذہن میں رکھنا چاہئے۔

شیردار بھینسوں کی نگہداشت

جسمانی ضروریات کے مطابق خوراک فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ مناسب دیکھ بھال جانوروں سے حاصل ہونے والے دودھ کی یومیہ پیداوار پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔گرمی کے موسم میں درجہ حرارت اور ہوامیں نمی کی مقدار میں اضافہ پیداوار کو بری طرح متاثر کرتا ہے۔لہٰذا گرمی کے موسم میں دودفعہ نہلانا نہایت ضروری ہے۔

ادارہ تحقیقات افزائش حیوانات ،بہادرنگر اوکاڑہ میں ایک تحقیقی مطالعہ کے دوران گرمی کے موسم میں شیردار بھینسوں کو مصنوعی ٹھنڈک فراہم کر کے ان کی پیداوار کا جائزہ لیا گیا۔اس مطالعہ میں مساوی پیداوار دینے والی بھینسوں کے مساوی تعداد رکھنے والے تین گروپ الگ الگ ماحول میں رکھے گئے۔ایک گروپ کو کھلی فضا میں دن کے اوقات میں درختوں کے سائے تلے رکھا گیا۔دوسرے گروپ کو ایسے ڈیری شیڈ میں رکھا گیا جس میں بجلی کے پنکھے نصب تھے اور پانی چھڑکا کر ٹھنڈا بھی کیا گیا تھا۔جبکہ تیسرے گروپ کو ڈیری شیڈ میں صرف پنکھے کی ہوا فراہم کی گئی درجہ حرارت اور ہوامیں نمی کا یومیہ ریکارڈ مرتب کیا گیا۔مطالعہ اوائل جون سے وسط دسمبر تک جاری رہا۔تجربہ کے اختتام پر ثابت ہوا کہ درختوں کے نیچے کا درجہ حرارت اور ہوامیں نمی مقابلتاً کم تھی اور یہاں رکھے گئے جانوروں نے دیگر دونوں شیڈوں میں رکھے گئے جانوروں کی نسبت

زیادہ مقدار میں خوراک کھائی اور زیادہ دودھ دیا۔ایک شیر دار بھینس کی صرف ایک وقت کی خوراک میں کمی کر دی جائے یا ایک دن پانی وقت پر نہ دیا جائے تو فوراً اگلے وقت کی دودھ کی مقدار میں کمی ظاہر ہو جائے گی۔

جانوروں کو خوراک دینے اور دودھ دوہنے کے اوقات مقرر کر لینے چاہئیں معمول بدلنے سے جانور بے قابو ہو سکتے ہیں فارم پر دودھ دوہنے کے عمل سے دو گھنٹے پہلے جانوروں کو اس کام کے لیے تیار کرنا اہمیت سے خالی نہیں۔اس ضمن میں جانور کا تمام جسم بالخصوص پچھلے حصے کے اعضاء مثلاً ہوانہ، تھن، ٹانگیں اور دم وغیرہ کی صفائی کھر کنا کا استعمال بہت ضروری ہے تالاب یا قریبی نہر میں نہلانے سے مطلوبہ نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

دودھ دوہنے کے وقت کی پابندی کے ساتھ ساتھ ایک ہی گوالے سے مخصوص جانوروں کا دودھ دوہنے کا انتظام بھی کرنا چاہئے تجربہ کار اور جلد دودھ نکالنے والے گوالے جانوروں سے کم وقت میں زیادہ دودھ نکال سکتے ہیں۔دودھیل جانور کے قریب شور وغل سے جانور برہم ہو جاتے ہیں اور دودھ روک لیتے ہیں۔دودھ دوہنے کے دوران دودھ کی آخری دھاروں سے چکنائی کا تناسب (2.3 فیصد) تک زیادہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔

حاملہ بھینسوں کی نگہداشت

حاملہ جانوروں کو درحقیقت تہرے فرائض انجام دینے پڑتے ہیں یعنی جسمانی صحت کی بحالی کے ساتھ ساتھ دودھ کی فراہمی کے علاوہ رحم میں بچے کی نشوونما ان تین کاموں کو بطریق احسن سرانجام دینے کے لیے جانور کو وافر خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔خوراک میں کمی کا فوری اثر یہ ہوتا ہے کہ جانوروں کی صحت گر جاتی ہے جس کے نتیجے میں بچے کی نشوونما متاثر ہوتی ہے۔اس طرح بچے کمزور اور لاغر پیدا ہوتے ہیں اور دودھ کی پیداوار کم ہو جاتی ہے۔اگر آپ ڈیری فارم کی بھینسوں کے پیداواری ریکارڈ مرتب کر رہے ہیں۔تو تخم ریزی کی تاریخ دیکھ کر بچہ دینے کی تاریخ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔دودھ دینے والی بھینسوں کا دودھ بچہ دینے سے کم وبیش دو ماہ قبل خشک کر کے انہیں عمدہ قسم کی خوراک شروع کرنی چاہئے جو ونڈے اور اعلیٰ قسم کے سبز چارے پر مشتمل ہو۔اس سے نہ صرف رحم کے اندر بچے کو غذائی ضروریات پوری مہیا ہوں گی بلکہ بچے کی ولادت کے بعد پیدا ہونے والے مسائل مثلاً بچے کا بیمار ہونا اور بچے کے پیدائشی وزن میں کمی پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

حالیہ تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ حاملہ جانوروں کو بچے کی پیدائش سے دو ماہ قبل اس قسم کی عمدہ خوراک فراہم کرنے سے نہ صرف بچے تندرست اور توانا پیدا ہوتے ہیں بلکہ جانوروں کی دودھ کی پیداوار اور اس میں روغنی اجزاء کے تناسب میں نمایاں اضافہ ہوتا ہے۔زیادہ مقدار میں دودھ دینے والی بھینسوں کا دودھ خشک کرنے

سے پہلے احتیاط ضروری ہے کہ پہلے اس کی خوراک کم کردی جائے تا کہ اس کا دودھ کم ہو جائے بعد میں اسے دووقت کی چوائی سے ایک وقت کی چوائی پر لایا جائے لیکن چوائی کے دوران ہوانہ کو مکمل طور پر خالی کر لیا جائے۔اس عمل کے ذریعے مرحلہ وار دودھ خشک کیا جائے۔دودھ دوہنے کا عمل اچانک بند کردینے سے ہوانہ کی سوزش کا شدید خطرہ رہتا ہے۔بچہ جننے سے تین چار روز قبل اور بعد جانور کو پینے کے لیے گرم پانی اور کھانے کے لیے زود ہضم اور قبض کشا خوراک دیں نیز اسے ہر قسم کے شدید موسم سے محفوظ رکھیں کیونکہ اس مرحلہ پر مختلف بیماریاں آسانی سے حملہ آور ہوسکتی ہیں۔وضع حمل کے بالکل قریب جانور کو بہت زیادہ آرام اور نگرانی کی ضرورت ہوتی ہے۔اس موقع پر جانور کو ایک علیٰحدہ کمرے میں رکھیں جس کا فرش صاف ستھرا اور جراثیم سے پاک ہو۔فرش پر پرالی کی موٹی تہہ بچھالیں تا کہ اٹھنے بیٹھنے کے دوران جانور کو چوٹ نہ لگے۔بچے کی ولادت کے دوران ہر قسم کی مداخلت سے پرہیز کریں۔اگر ضرورت پڑے تو ویٹرنری ڈاکٹر کی خدمات طلب کریں۔

شیر خوار کٹے کٹیوں کی نگہداشت

شیر خوار کٹے کٹیاں فارم کی خصوصی توجہ کے مستحق ہوتے ہیں کیونکہ یہ ڈیری فارم کی مستقبل کی بھینسیں ہیں اور فارم کی معیشت کا سارا دارومدار انہیں پر ہوتا ہے۔ڈیری فارم میں اموات کے سبب ہونے والے نقصان کی بڑی وجہ شیر خواری کی عمر میں بیماریوں کے حملے ہیں جو عموماً خوراک کے بارے میں غفلت برتنے سے لاحق ہوتے ہیں ایک اندازے کے مطابق شیر خوار کٹے کٹیوں میں 40 فیصد اموات صرف معدہ وآنتوں کے امراض کی وجہ سے ہوتی ہیں جس کی بڑی وجہ بچوں کو خوراک دینے کا غلط طریقہ ہے۔

اس ضمن میں بوہلی کے فوائد اور اہمیت کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔بوہلی اس دودھ کو کہتے ہیں جو بھینس بچے کی پیدائش کے بعد پہلے تین دن دیتی ہے پیدائش کے فوراً بعد تین دن تک ہر کٹے اور کٹی کو یہ دودھ جسم کے وزن کے دسویں حصے کے برابر دو یا تین دفعہ تقسیم کر کے 8 گھنٹے کے وقفہ سے پلانا بہت ضروری ہے بوہلی کے اندر شیر خواری کی عمر میں ہونے والی ممکنہ بیماریوں کے خلاف دفاعی قوت کی خصوصیت ہوتی ہے۔شیر خواری کی عمر تین ماہ یا 90 دن مقرر کی گئی ہے۔اس عرصہ کے دوران ڈیری مالکان میں بچوں کو ماں کے تھنوں سے براہ راست دودھ پلانے کا طریقہ روائتی شکل اختیار کر چکا ہے۔جو کہ انتہائی خطرناک ہے اس طریقہ پر دودھ پلانے سے اکثر وبیشتر بچہ اپنی جسمانی ضرورت سے زیادہ دودھ پی لیتا ہے جس سے وہ اکثر سفید دستوں کی شکایت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔یہ طریقہ ڈیری فارمنگ میں اس لیے بھی مفید نہیں کہ دودھ کی خاصی مقدار بچے کی

خوراک پر صرف ہو جاتی ہے۔ اگر بچہ کو ابتدائی چند ہفتے دودھ پر رکھنے کے بعد ان کی پرورش دودھ کے متبادل راشن پر کی جائے تو دودھ سے حاصل ہونے والی آمدنی میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

ماہرین نے شیر خوار بچوں کی پرورش مصنوعی طریقہ پر دودھ پلانے کے ذریعے کرنے کی سفارش کی ہے اس طریقہ کے مطابق بچوں کو پیدائش کے تین دن بعد ماؤں سے علیٰحدہ کر کے ان کا دودھ چھڑا دیا جاتا ہے اور انہیں بالٹی یا نپل کے ذریعے دودھ پلانے کی تربیت دی جاتی ہے جو کہ پیچیدہ مسئلہ نہیں اس مقصد کے لیے بھینسوں کی تربیت بھی کی جاتی ہے تا کہ وہ بچے کے بغیر دودھ اتار سکیں ہمارے ملک کے متعدد سرکاری ڈیری فارموں پر شیر خوار کٹوں اور بچھڑوں کو دودھ پلانے کا یہی طریقہ رائج ہے۔

مصنوعی طریقہ سے خوراک دینے کے ضمن میں یہ امر خوب ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ دودھ والے برتنوں کو دودھ پلانے کے بعد دھوبی سوڈا کے ساتھ دھو کر دھوپ میں خشک کر لیا جائے برتنوں کی صفائی کے متعلق معمولی کوتاہی مختلف امراض کے جراثیموں کو نشو ونما کا موقع فراہم کر سکتی ہے۔

دودھ پلانے کے بعد بچوں کے منہ پر چھکا چڑھا دیا جائے تو بچے مٹی چاٹنے کی عادت سے محفوظ رہتے ہیں بچوں کے باڑے کا پختہ فرش اس خطرے سے نجات میں اور بھی مدد دے گا۔ اس کے علاوہ ہر کٹڑے بچھڑے کو علیحدہ علیحدہ پنجرے میں رکھنے سے بھی وہ مٹی اور بال وغیرہ کھانے سے محفوظ رہتے ہیں۔

بچوں کو پلائے جانے والے دودھ کا درجہ حرارت بہت اہمیت کا حامل ہے یہ بچوں کے جسمانی درجہ حرارت کے مطابق ہونا چاہئے۔ جس کے لیے دودھ میں معمولی مقدار میں پانی ڈالا جا سکتا ہے۔ یاد رہے کہ کٹوں کا جسمانی درجہ حرارت 37.7 درجہ سینٹی گریڈ ہوتا ہے۔

شیر خوار کٹوں کو پیدائش کے بعد ایک ماہ کی عمر تک صرف دودھ بطور خوراک دیا جائے۔ اس کے بعد جانوروں کے معدہ میں ٹھوس غذا ہضم کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اب چاہیں تو اچھی قسم کا سبز چارہ، گھاس یا ونڈا وغیرہ کھلایا جا سکتا ہے۔

4- حفظان صحت وانسداد امراض

منافع بخش پرورش حیوانات کے لیے مویشی پال حضرات کو جانوروں کی رہائش گاہ میں صفائی کے معیار اور حفظان صحت کے اصولوں سے پوری طرح آگاہ ہونا چاہئے بیماریوں سے بچاؤ کسی جامع منصوبہ بندی کے بغیر ہرگز ممکن نہیں تحفظ امراض کے ضمن میں حفاظتی اقدامات کا علم از حد ضروری ہے۔ امراض کی اقتصادی

اہمیت اور کسی وباء کے پھوٹ پڑنے پر فوری اقدامات ہر ترقی پسند مویشی پال کی ضرورت ہے۔ بیماری کو دور رکھنے اور صحت کاملہ کو یقینی بنانے کے اقدامات کے مطالعہ کا نام حفظانِ صحت ہے۔ رہائش گاہوں کے اندر صحت وصفائی سے تعلق رکھنے والے متعدد عوامل مثلاً اندرونی اور بیرونی ماحول، خوراک، پانی، ہوا، روشنی وغیرہ حفظانِ صحت کے اصولوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

زیر بحث عوامل کے تحت جانوروں کے امراض اور ان کے علاج کے بارے میں تفصیل سے لکھنے کی ضرورت نہیں ایک عام فارمر کے لیے اتنی معلومات کا ہونا کافی ہے کہ وہ جانور کی صحت اور بیماری کی حالت میں فرق معلوم کر سکے تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ اپنے علاقے کے کسی قریبی ویٹرنری ہسپتال میں جا کر جانوروں کا علاج کروا سکے تاہم چند اہم بیماریوں کے بارے میں مختصر معلومات فراہم کی گئی ہیں تاکہ مالکان کسی بیماری کے اچانک حملہ کی صورت میں حتیٰ المقدور دفاعی اقدامات کر سکیں۔

صحت مند جانوروں کے کھانے پینے اور آرام کرنے کے معمولات میں باقاعدگی ہوتی ہے۔ اس کی نشست اور برخاست کا انداز حسبِ معمول ہوتا ہے اور زندگی کی دوڑ دھوپ میں چاک چوبند نظر آتا ہے۔ اس کے برعکس جانور میں درج ذیل علامات کی موجودگی بیماری کی نشاندہی کرتی ہے۔

1- بھوک میں کمی۔
2- دودھ کی پیداوار میں کمی۔
3- جگالی نہ کرنا۔
4- جسم کی چمک غائب۔
5- آنکھ کی جھلی پر اجماع خون۔
6- خشک تھوتھنی۔
7- نتھنے باہر کو نکلے ہوئے۔
8- منہ سے جھاگ نکلنا۔
9- سانس لینے میں دشواری۔
10- آنکھوں کی اضطرابی کیفیت۔
11- چال میں سستی اور لڑکھڑاہٹ۔
12- ڈھیلے کان۔

جانوروں کی صحت کے بنیادی تقاضے

1- ضرورت کے مطابق تازہ پانی اور پیٹ بھر کر متوازن اور خوش ذائقہ خوراک کی فراہمی۔
2- باڑے کے اندر موزوں درجہ حرارت اور تازہ ہوا کی فراہمی۔
3- باڑے کے اندر روشنی کا معقول انتظام۔
4- بیماری یا حادثہ کی صورت میں تشخیص وعلاج کا مناسب انتظام۔

جانوروں سے معیاری پیداوار حاصل کرنے کے لیے ان کی صحت پر پوری توجہ دینا ازحد ضروری ہے ۔ بیماریوں سے بچاؤ کے لیے صرف جانوروں کی رہائش گاہوں کی صفائی ہی کافی نہیں بلکہ شیڈ کا فرش ، دیواریں، کھڑکیاں، پانی کے نکاس کی نالیاں، احاطے، خوراک، بچھالی ، بالٹیاں، دودھ کے برتن ، گوالے اوران کا لباس وغیرہ غرضیکہ جانوروں کے ساتھ وابستہ ہر چیز کی صفائی کا معیار مثالی ہونا چاہئے۔ باڑہ جات کے فرش روزانہ دھوکر ان پر دو فیصد فینائل یا کسی جراثیم کش دوائی کے محلول کا چھڑکاؤ بہت ضروری ہے دودھ دوہنے کے عمل میں بھی حفظان صحت کے اصولوں کو مدنظر رکھا جائے۔ دودھ اور دودھ کی مصنوعات کو آلودہ ہونے سے بچایا جائے۔

جراثیم کش عوامل

دھوپ، گرمی اور تازہ ہوا بہترین قدرتی جراثیم کش عوامل کا کام کرتے ہیں اس مقصد کے لیے استعمال میں آنے والے کیمیاوی عوامل میں کلورین، آئیوڈین ، چونا، دھوبی سوڈا، کاسٹک سوڈا، پوٹاشیم پرمینگنیٹ ، فینائل، ڈیٹول، لائی سول، کریوسول، لسٹرین اور صابن شامل ہیں۔

بھینسوں کی بعض اہم امراض

بیماریوں کو تین اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے یعنی کرمی، متعدی اور غیر متعدی امراض۔

کرمی امراض: یہ امراض دو اقسام کے طفیلی کرموں سے پھیلتی ہیں۔

(الف) **بیرونی کرموں سے پھیلنے والی بیماریاں:** یہ کرم جانوروں کے جسم کے اوپر پائے جاتے ہیں اور جانور کا خون چوس کر اسے لاغر کردیتے ہیں یا کسی دوسرے طریقے سے جانور کے لیے تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔ ان میں مختلف قسم کی جوئیں، چیچڑیاں اور مکھیاں شامل ہیں۔ بیرونی کرموں کے امراض سے تحفظ کے لیے جانور کے بال کاٹ کر ان پر کرم کش ادویات کا سپرے کرنا چاہئے۔ باڑوں میں ایسی ادویات کا سپرے کرنے سے بہتر نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

(ب) **اندرونی کرموں سے پھیلنے والی بیماریاں:** یہ امراض اس قسم کے کرموں سے پھیلتی ہیں جو جانور کے جسم کے اندر رہتے ہیں۔ ان میں کرم ہائے جگر و معدہ بہت اہم ہیں جو چراگاہوں اور پانی کے جوہڑوں سے جانور کے جگر و معدہ تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔ جگر و معدہ کے کرم جانوروں کو بھوک میں کمی ، بدہضمی، قبض، کمزوری اور دستوں میں مبتلا کر کے شرح اموات میں اضافہ کا باعث

بنتے ہیں۔ ہر دو اقسام کے کرموں کی تلفی کے لیے چراگاہوں میں نیلے تھوتھے کے دو فیصد محلول کے چھڑکاؤ کی سفارش کی جاتی ہے جبکہ بطور علاج کرم کش ادویات ہر 4 ماہ بعد پلائی جائیں۔

شیر خوار کٹے کٹیوں کے معدہ میں گول اور لمبے کرم پائے جاتے ہیں اور پیدائش کے بعد شیر خواری کی عمر میں اموات کا سبب بنتے ہیں شیر خوار کٹے کٹیوں کو ان کرموں کے نقصان دہ اثرات سے بچانے کے لیے کرم کش ادویات مثلاً نل ورم ،سسٹامکس،اوکسافیکس اورزینٹل کا استعمال سودمند رہتا ہے۔البتہ کسی بھی دوائی کے استعمال سے پہلے وٹرنری ڈاکٹر سے مشورہ کر لینا چاہئے

متعدی امراض

ان امراض کے لاحق ہونے کا سبب جراثیم بنتے ہیں۔ جو ہوا پانی اور خوراک اور جنسی ملاپ کے ذریعہ سے ایک جانور سے دوسرے جانور تک منتقل ہوتے ہیں۔ڈیری فارمنگ میں اقتصادی اہمیت کے حامل چند متعدی امراض حسب ذیل ہیں:

ہوانہ کی سوزش

اس مرض کا سبب کئی قسم کے خوردبینی جراثیم ہیں جو دودھ دوہنے کے عمل میں حفظان صحت کے اصولوں کو نظر انداز کرنے سے جانور کے ہوانہ میں سرائیت کر جاتے ہیں۔مرض ایک تھن سے لیکر چاروں تھنوں کو متاثر کرسکتا ہے۔اینٹی بائیوٹک ادویات کے ذریعے علاج کرنے سے صحت یابی ممکن ہے غفلت سے بعض اوقات متاثرہ تھن یا مکمل ہوانہ بھی ضائع ہوسکتا ہے۔احتیاط کے طور پر کبھی کبھی لیبارٹری سے دودھ کا معائنہ کرواتے رہنا فائدے سے خالی نہ ہوگا۔جانوروں کے شیڈ کی صفائی اور دودھ سیدھا انگوٹھا رکھتے ہوئے دوہنے سے سوزش ہوانہ میں کمی لائی جاسکتی ہے۔

گل گھوٹو

یہ نشیبی علاقوں کا مرض ہے جو مون سون یا سردیوں کی بارشوں میں وبائی صورت اختیار کر کے آناً فاناً گائے، بھینسوں کی بڑی تعداد کو لقمہ اجل بنا دیتی ہے ۔اس مرض کا سبب ایک خوردبینی جرثومہ ہے جس کی نشوونما فضا میں نمی کی زیادتی سے تیز ہوجاتی ہے۔تیز بخار، تنگی تنفس، گلے کے نیچے سوزش، زبان کا رنگ نیلگوں اور خونی پیچش مرض کی اہم علامات ہیں۔سلفا گروپ کی ادویات علاج میں فوری موثر ثابت ہوتی ہیں علاج

میں تاخیر سے دم گھٹنے یا خونی پیچش سے موت واقع ہوجاتی ہے۔مئی جون اور نومبر دسمبر میں یعنی موسم گرما اور سرما کی بارشوں سے پہلے مرض کے خلاف حفاظتی ٹیکہ لگوانا چاہیئے۔

ماتا موک

وبا کی صورت میں ہر موسم میں نمودار ہونے والی اس بیماری کا سبب ایک وائرس ہے جو سرعت سے گائے،بھینسوں کو اپنی لپیٹ میں لے کر بھاری شرح اموات کا سبب بنتا ہے۔تیز بخار،خوراک اور جگالی بند،طبیعت سست،آغاز میں قبض،بعد ازاں سیاہی مائل بدبودار خون آلودہ دست،دوتین دن بعد منہ سے زرد مواد سے بھرپور چھالوں کاظہور اس بیماری کی واضح علامات ہیں۔نقاہت کے چند ایام میں جانورکی موت واقع ہو جاتی ہے۔مرض کی تصدیق ہونے سے اینٹی رینڈر پیسٹ سیرم کا ٹیکہ لگوانا چاہیئے۔مرض کے خلاف پہلا حفاظتی ٹیکہ چھ ماہ کی عمر میں اور دوسرا دو سال کی عمر میں لگوائیں یہ دو ٹیکے جانور کو بیماری سے تمام عمر تحفظ فراہم کرتے ہیں۔

نوٹ: پاکستان چونکہ رنڈر پیسٹ بیماری سے پاک ہے لہٰذا اب اس بیماری کی علامات دیکھنے میں نہیں آتیں۔

منہ اور کُھر کی بیماری

یہ بھی وائرس کے ذریعے پھیلنے والا ایک وبائی مرض ہے جو عام طور پر موسم بہار میں گائے،بھینسوں پر حملہ آور ہوتا ہے۔تیز بخار،منہ اور کھروں کے درمیان چھالے،کھانے پینے اور چلنے پھرنے میں دشواری اور لنگڑاپن اس مرض کی علامات ہیں۔بڑے جانوروں میں اموات بہت کم ہوتی ہیں۔علاج کے لیے منہ اور کُھر سیرم کا ٹیکہ اور انسداد کے لیے حفاظتی ٹیکہ ماہ فروری مارچ اور ستمبر اکتوبر میں لگوانا چاہیئے۔

وبائی اسقاط حمل

اس مرض کا سبب ایک خوردبینی جرثومہ ہے جو جانوروں کے ایک ساتھ کھانے پینے سے اور جنسی ملاپ سے دوسرے جانوروں میں منتقل ہوتا ہے۔جرثومہ نر اور مادہ کے تولیدی اعضاء میں پایا جاتا ہے۔حاملہ بھینسوں میں حمل کے پانچویں اور ساتویں ماہ کے درمیان اسقاط حمل ہوجاتا ہے۔اس مرض کی وجہ سے مالکان دودھ کی آمدنی کے علاوہ کٹڑے کٹڑیوں سے حاصل ہونے والی آمدنی سے بھی محروم ہوجاتے ہیں۔مرض میں مبتلا گائے یا بھینس تین چار مرتبہ اسقاط حمل کے بعد خود بخود ٹھیک ہوجاتی ہے لیکن تین چار بچوں کا ضائع ہونا خاصا بھاری نقصان ہے۔بیماری کا تدارک بذریعہ حفاظتی ٹیکہ کروانا چاہیئے اور حفظان صحت کے اصولوں پر پابندی سے عمل کیا جائے قدرتی طریقہ نسل کشی سے حتی المقدور گریز کرنا چاہیئے۔

غیر متعدی امرض

اپھارہ

اس عارضہ کا سبب جانور کی خوراک میں بے قاعدگی یا سبز چارہ خصوصاً بے کتری برسیم یا شفتل کا بکثرت استعمال ہے جس سے جانور کے معدہ میں گیس جمع ہو جاتی ہے اور مناسب طور پر خارج نہ ہونے سے جانور کا معدہ پھول جاتا ہے کوکھ باہر کو نکل آتی ہے اور جانور کو سانس لینے میں خاصی دقت پیش ہوتی ہے۔ اگر یہ صورت حال کافی دیر تک رہے تو دم گھٹنے سے جانور کی موت واقع ہو سکتی ہے۔

علاج کے طور پر نصف لٹر تیل سرسوں یا السی میں 50 ملی لٹر تیل تارپین ملا کر پلانے سے افاقہ ہو جاتا ہے۔ انتہائی ایمرجنسی کی صورت میں ٹروکار اور کینولہ کا استعمال کیا جا سکتا ہے جس کے لیے خاصی مہارت درکار ہے۔

معدہ بند ہونا

اس تکلیف میں معدے کے پہلے حصے میں خوراک جمع ہو جاتی ہے اور ہضم نہیں ہوتی بیماری کا سبب ناقص، بدبودار اور پھپھوندی لگی خوراک کا بے قاعدگی سے استعمال ہے۔ بیمار جانور سست ہو کر جگالی کرنا بند کر دیتا ہے پیٹ میں درد اور قبض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ علاج کے لیے دست آور ادویات مثلاً میگنیشیم سلفیٹ کا استعمال معدہ خالی کرانے اور تکلیف رفع کرنے میں اکسیر ثابت ہوتا ہے۔

سوتک کا بخار

یہ عارضہ عموماً زیادہ دودھ دینے والی بھینسوں میں بچہ دینے کے تقریباً 48 گھنٹے بعد ہوتا ہے۔ اس تکلیف کی فوری وجہ جسم میں کیلشیم کی مقدار میں نمایاں کمی ہے بیماری کے آغاز میں بھوک میں کمی، قبض اور بے چینی ہوتی ہے۔ بخار نہیں ہوتا اور جانور چھاتی پر سر رکھ کر بے ہوشی کے عالم میں بیٹھ جاتا ہے۔ یہ بیماری کی مخصوص علامت ہے۔ سانس لینے میں دشواری کی وجہ سے جانور زبان باہر نکال لیتا ہے۔ اپھارے کی شکایت بھی ہو جاتی ہے۔

کیلشیم گلوکونیٹ وریدی ٹیکہ علاج میں بہت مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ بچہ دینے سے تین چار دن قبل جانور کی خوراک میں بھاری مقدار میں حیاتین ''ڈی'' کا استعمال جو بچہ دینے کے دو دن بعد تک جاری

رکھا جائے، بیماری روکنے میں مفید ثابت ہوا ہے۔ اگر بھینسوں کو مناسب خوراک جس میں منرل مکسچر یا صرف ڈی سی پی اور خوردنی نمک کا مناسب استعمال باقاعدگی سے کیا جائے وہ جانور اس بیماری سے محفوظ رہتے ہیں۔

حفاظتی ٹیکہ جات کا شیڈول

نام بیماری	علامات	ٹیکہ لگوانے کا موسم	عرصہ قوت مدافعت
گل گھوٹو	تیز بخار، کھانا اور جگالی بند، گلے پر سوزش شدید حالت میں مریض چند گھنٹے کے اندر اندر دم گھٹنے سے مرجاتا ہے کٹڑے کٹڑیوں میں یہ بیماری حملہ آور ہوتی ہے۔	مئی، جون اور نومبر دسمبر (سال میں دو مرتبہ)	چھ ماہ
چوڑے مار (بلیک کوارٹر)	ران یا شانے پر ورم جو ابتدا میں گرم اور دبانے سے جانور درد محسوس کرتا ہے۔ دباؤ ڈالنے سے چرچراہٹ کی آواز نکلتی ہے متاثرہ جانور لنگڑا کر چلتا ہے۔	مارچ اپریل (سال میں ایک مرتبہ)	ایک سال تک
گولی یا سٹ (انتھریکس)	ابتدا میں تیز بخار، بے چینی، آنکھیں سرخ اور متورم، گوبر اور پیشاب میں خون کی آمیزش، جانور عموماً علامات ظاہر کئے بغیر مردہ پایا جاتا ہے۔ موت کے بعد قدرتی سوراخوں سے بہتا ہوا خون جمتا نہیں۔	اگست	ایک سال تک
منہ کھر	تیز بخار منہ میں اور کھروں کے درمیان چھالے، کھانے پینے اور چلنے میں دشواری، دوغلی اور ولائتی نسل کی گائیوں میں یہ بیماری انتہائی شدید ہوتی ہے۔	مارچ اپریل اور ستمبر، اکتوبر (سال میں دو مرتبہ)	چھ ماہ تک

☆☆☆☆☆☆☆